روفیدہ الاسلمیہ عصر جدید کی مسلم خواتین کے لیے ایک رول ماڈل

ڈاکٹر علی محمد بٹ
اسلامک ریسرچ اکیڈیمی
براک پورہ اننت ناگ، جموں وکشمیر

ملخص

عصر حاضر میں جو موضوع سب سے زیادہ زیر بحث ہے وہ عورت کا مسلم سماج میں کردار اوراس کے حقوق کی پاسداری ہے اس بارے میں سب سے بڑا مسئلہ عورت کی تعلیم کا ہے یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ اسلام عورت کے حقوق سلب کرتا ہے اوراس کو چار دیواری میں بند کر کے غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور کرتا ہے۔ اس کو اسلام کے ابتدائی دور کی مثال بنا کر کہ نہ وہ پڑھ سکتی تھی اور نہ وہ اس بارے میں بات کرسکتی تھی کچھ مستشرقین نے اس کو بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے کہ اسلام میں عورت کا کام بچے پیدا کرنے کے علاوہ کچھ بھی نہیں حالانکہ یہ ایک بے بنیاد الزام ہے۔ اس الزام کو رد کرنے کے لیے اس مضمون میں دور نبوت کی ایک ممتاز خاتون کا انتخاب کیا گیا ہے جس نے میڈکل سائنس میں اپنا لوہا منوایا اس عظیم خاتون کا نام روفیدہ الاسلمیہ ہے۔ روفیدہ الاسلمیہ کو عالم اسلام میں نرس اور سرجن بننے والی پہلی خاتون کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس خاتون نے مدنی زندگی کے ہر نشیب وفراز کا باہمت انداز طور پر مقابلہ کیا اور مدینہ کے خواتین کی طبی تربیت کر کے ان کو اس دور کے بہترین معالج کی حیثیت سے تیار کیا ہے وہ ایک عظیم معالج کے طور پر جانی جاتی تھی اس کے علاوہ اس کو اتنی زیادہ طبی مہارت حاصل تھی کہ بہت جلد ایک تجربہ کار معالج کے طور پر مشہور ہوئی۔

اسلام کا مزاج انسانی مساوات پر مبنی ہے اوراس کی تعلیمات میں انسانوں کے ساتھ کسی

قسم کا بید باؤنہیں برتا جاتا تھا اور نہ ہے اس میں انسان کی صلاحیت کو مدنظر رکھ کر اس کے کردار اور منصب کی قدر کی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے قرآنی تعلیمات اور سُنت روسول ﷺ میں انسان کی محنت اور تقویٰ کو اہمیت دی گئی یہ دوصفت چاہئے مرد کو حاصل ہو یا عورت کو اس میں کسی قسم کی رواداری نہیں برتی جاتی ہے۔ اسلام نے ہمیشہ ہی خواتین کو عزت دی ہے اور اسے شادی کے بعد اپنے کنبہ کا نام رکھنے، حج کرنے، وراثت میں حصہ لینے، ملازمت کرنے اور اپنا کاروبار چلانے کی اجازت دی ہے۔ اسلام کے ابتدائی زمانے میں خواتین کی زندگی کے تمام شعبوں میں بہت بڑا حصہ تھا اور انہوں نے مختلف شعبوں جیسے کاروبار، تعلیم، حدیث بیان، خیراتی، نرسنگ اور معاشرتی کاموں میں اپنا حصہ ڈالا۔ خواتین ہمیشہ سے نہ صرف اپنے کنبوں میں بلکہ اپنے معاشروں میں بھی اہم کردار ادا کرتی رہی ہیں۔ اسلام نے خواتین کو حقوق اور مراعات دیئے ہیں، جو اسلام سے پہلے دوسرے مذہبی یا آئینی نظاموں کے تحت کبھی نہیں ملتے تھے۔ جزیرہ نما عرب کے مدینہ منورہ میں 620ء میں پیدا ہونے والی، روفیدہ الاسلمیہ کو عالم اسلام میں نرس اور سرجن بننے والی پہلی خاتون کے طور پر جانا جاتا ہے۔ اس خاتون نے مدنی زندگی کے پُر نشیب وفراز کا باہمت انداز طور پر مقابلہ کیا اور مدینہ کے خواتین کی طبی تربیت کر کے ان کو اس دور کے بہترین معالج کی حیثیت سے تیار کیا ہے۔ والد کے زیر نگرانی جو خود بھی ایک عظیم معالج کے طور پر جانے جاتے تھے سے طبی مہارت حاصل کی اور بہت جلد ایک تجربہ کار معالج کے طور پر نام کمایا۔ طبی سہولیات کا ہونا، لڑائیوں کے دوران ناگزیر ہوتا تھا۔ درحقیقت، اس کی صلاحیتوں کو اتنا قیمتی سمجھا گیا تھا کہ اسے جنگ میں لڑنے والے فوجیوں کو علاج کرنے کی بنیادوں پر عظیم معالجہ کے لقب سے نوازا گیا تھا۔ جنگی اوقات کے دوران، خواتین کو طبیب کا کردار ادا کرنے کی ترغیب دی جاتی تھی۔ اس کے نتیجے میں، وہ متعدد ممتاز مسلم خواتین کی تربیت کرنے میں کامیاب ہوگئیں، جن میں حضرت محمد کی بیویاں بھی شامل ہیں۔

روفیدہ الاسلمیہ کو اسلام کے ابتدائی دنوں میں طبی اور سماجی حلقوں میں اپنے کام کے لیے پہچانا جاتا تھا، اور وہ پہلی مسلمان نرس تھی جو مدینہ منورہ میں اسلام قبول کرنے والے پہلے لوگوں میں شامل تھیں۔ اس نے دیگر انصار خواتین کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچنے پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے تعاون کیا۔ روفائدہ الاسلمیہ بہت سی خواتین، ہمدرد نرسوں اور ایک اچھے

آرگنائزر کے لیے ایک رول ماڈل کی حیثیت کے طور پر مانی جاتی ہے۔اپنی طبی مہارتوں کے ساتھ، اس نے دیگر خواتین کو نرسیں بننے اور صحت عامہ کی دیکھ بھال کے شعبے میں کام کرنے کی تربیت دی۔ اس نے معاشرتی کارکن کی حیثیت سے بھی کام کیا، بیماری سے وابستہ معاشرتی مسائل کو حل کرنے میں مدد کی۔اپنے آپ کو نرسنگ اور دوسری طبی کاموں میں مصروف رکھنے اور بیمار لوگوں کی دیکھ بھال کرنے سے، روفیدہ ایک ماہر طبیب بن گ ۓ۔ وہ بہت سے لڑائیوں کے دوران اپنے خیمے میں فیلڈ ہسپتالوں میں اپنی صلاحیتوں کا استعمال کرتی تھی۔اگرچہ انفرادی طور پر سرجری جیسے مردوں کے ذریعہ انجام دینے والی ذمہ داریاں نہیں دی گئیں، لیکن اس نے بہت ساری لڑائیوں کے دوران اپنے خیمے میں فیلڈ ہسپتالوں میں اپنی صلاحیتوں کا مردوں سے اچھے کارنامے انجام دیے اور اپنی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کیا۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے تھے کہ ان کے خیمے میں زخمیوں کو بھیجو تاکہ وہ اپنی طبی مہارت سے ان کا علاج کر سکیں۔انہوں نے لڑائیوں کے دوران زخمی فوجیوں کی دیکھ بھال کی میں مردوں سے زیادہ بہتر کام انجام دی۔روفیدہ نے تپتے ہوئے سخت صحرا کی ہوا اور گرمی سے بھی پناہ گاہ فراہم کی۔جب خندق کی لڑائی میں سعد ابن معاث زخمی ہوئے تو، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ انہیں الاسلمیہ کے خیمے میں رکھا جائے تاکہ اس کا بہتر علاج ہو سکے۔روفیدہ الاسلمیہ نے اپنی طبی مہارت اور طبی تجربے کو اس انداز سے منظّم کیا کہ اس نے پہلا موبائل یونٹ تیار کر کے ان کو بستیوں میں لے جا کر معاشرے کی طبی ضروریات کو پورا کرنے میں دل و جان سے کوشش کی۔پہلے ان کا زیادہ تر، کام بنیادی طور پر حفظان صحت اور مریضوں کو مستحکم کرنے تھا لیکن اس نے طبی سہولیات کو زیادہ سے زیادہ سے مربوط اور منظّم کیا تھا۔بحثیت ایک محقق وہ عام لوگوں میں بیماری اور اس کے اسباب سے دلچسپی لیتی تھی۔اس کی حیثیت سے انھوں نے غریب عوام میں حفظان صحت کی حوصلہ افزائی کرنے اور معاشرتی پریشانیوں کے خاتمے کی کوشش کی ہے تاکہ ان صحت طبی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے خراب نہ ہو سکے۔روفیدہ نے نرسوں کی حیثیت سے خواتین ساتھیوں کے ایک گروپ کی تربیت کی تھی۔ حضرت محمد کی قیادت میں تمام جنگوں اور لڑاؤں میں، روفیدہ نے رضا کار نرسوں کے گروہوں کی قیادت کی جو میدان جنگ میں زخمیوں کا علاج کیا کرتے تھے۔اس نے بدر، احد، خندق، خیبر اور دیگر کئی لڑائیوں میں حصہ لیا۔جب مسلمان فوج خیبر کی جنگ میں جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی، روفیدہ

الاسلمیہ اور رضا کار نرسوں کا ایک گروپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اس سے زخمیوں کے علاج کے لیے فوج کے ساتھ جانے کی اجازت طلب کی تا کہ وہ کسی بھی طرح کی طبی مدد بہم پہنچائیں گے جوان کے بس میں ہے کر سکیں۔حضرت محمد نے انہیں اپنے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔نرس رضا کاروں نے اتنا عمدہ کام انجام دیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے غنیمتوں کا ایک حصہ روفیدہ الاسلمیہ کو تفویض کیا۔اس کا حصہ ان فوجیوں کے برابر تھا جنہوں نے دراصل لڑا تھا۔ یہ اس کے میڈیکل اور نرسنگ کام کے اعتراف میں بطور فدیہ پیش کیا گیا تھا۔

امن کے اوقات میں، روفیدہ نے ضرورتمند مسلمانوں کو طبی امداد فراہم کر کے انسانی ہمدردی کی کوششوں میں اپنی شمولیت جاری رکھی۔ اس نے ضرورتمند بچوں کی مدد کی اور یتیموں، معذوروں اور غریبوں کی دیکھ بھال کی۔ بیمار اور مرنے والوں کی دیکھ بھال کرتے ہوئے اور اس کے شہر کے لوگوں کو صحت کی تعلیم مہیا کرنے میں ان کی زندگی گزارنے پر ان کی تعریف کی گئی۔ وہ صبر، مہربان، عقیدت منداور پرعزم ہونے کی حیثیت سے بیان کی گئی ہے۔تاریخ کے مطابق اس کے کام کے بارے میں کہانیاں کئی نسلوں میں پیش کی گئیں، تاہم، انہیں مسلم دنیا میں نرسنگ کے بانی کی حیثیت سے دوبارہ دریافت کیا گیا ہے، اور ان کے بارے میں کئی علمی مضامین لکھے گئے تھے۔ایک مضمون میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا، "روفیدہ الاسلمیہ نے نرسنگ کی ترقی اور بہتری کے لیے اپنی زندگی وقف کردی۔ وہ بہتر نرسنگ کی بنیاد کے طور پر نئے قواعد و روایات وضع کرنے میں کامیاب ہوگئیں۔ پاکستان میں، نرسنگ اور دایہ خانہ کے مشہور کالج، آغا خان یونیورسٹی میں ایک عمارت ان کے نام پر رکھی گئی ہے۔بحرین یونیورسٹی میں نرسنگ میں سالانہ روفیدہ الاسلمیہ انعام دیا جاتا ہے۔ ہر سال یونیورسٹی آف بحرین میں آئرلینڈ میں رائل کالج آف سرجنز (آرسی ایس آئی) ایک طالب علم کو نرسنگ میں روفئدہ الاسلمیہ انعام سے نوازتا ہے۔ یہ ایوارڈ یافتہ، سینئر کلینی کل میڈیکل اسٹاف ممبروں کے پینل کے ذریعہ طے کیا جاتا ہے، وہ ایک طالب علم ہے جو مریضوں کو نرسنگ کی عمدہ نگہداشت کی فراہمی میں مستقل مزاجی کرتا ہے۔ روفیدہ الاسلمیہ نے فلورنس نائٹنگل سے 2001 سال پہلے مسلمان دنیا میں نرسنگ متعارف کروائی تھی جو جدید نرسنگ کے بانی کے طور پر جانے جاتے ہیں۔

اس بات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام نے مسلم خواتین کو اپنی صلاحیت استعمال کرنے کی بھرپور اجازت دی ہے عصر حاضر میں مسلم خواتین کو قید و بند کر کے مسلم سماج کے ایک آدھے حصہ کو مفلوج کیا جاتا ہے اس کا اثر یہ ہوا کہ مسلم سماج روز بہ روز زوال پذیری کی طرف گامزن ہے مزید برآں یہ کہ مسلم خواتین کو بھی اسلامی تعلیمات کا لحاظ کر کے اپنی عفت اور عزت کو داغ دار کرنے سے گریز کرنا لازمی ہے اس قدامت پسندی کو سیاست مہرے کے طور پر اسلام کے مخالف استعمال کیا جاتا ہے دور جدید میں ورکنگ عورت پھر اپنا مقام بحیثیت ماں، بہن اور بیوی بھول کر من مانی پر اتر آتی ہے جو معاشرہ کیلیے مددگار ثابت ہونے کے بجائے ایک ناسور کی طرح اندر ہی اندر کھوکھلا کر دیتا ہے اس لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ سماج میں جس کا منصب جو بھی ہو گھریلوں زندگی میں اس کا عمل دخل نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ اسلام نے کسی کو نہیں روکا اپنی صلاحیت استعمال کرنے سے بشرط یہ کہ وہ وہ معاشرہ کو بگاڑنے کے بدلے معاسرہ کو صحیح نہج پر کھڑا ہونے میں مددگار ثابت ہو سکے اور انصاف قائم ہو سکے۔

☆☆☆